خطبہ نمبر

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 9 مارچ 2020ء | 13 رجب 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:59

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ الَّیۡلَ وَ النَّهَارَ وَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِیۡ فَلَكٍ یَّسۡبَحُوۡنَ ﴿۳۳﴾

(الانبیاء:34)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ سب (اپنے اپنے) مدار میں رواں دواں ہیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ

آنحضرت ﷺ کے عشق و محبت میں ڈوبے اطاعت و وفا کے پیکر بدری صحابی حضرت مصعب بن عمیرؓ کی سیرتِ مبارکہ کا تذکرہ

غزوہ بدر میں مہاجرین کا بڑا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیرؓ کے پاس تھا جو رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو دیا تھا

حضرت مرزا بشیر احمدؓ لکھتے ہیں کہ اُحد کے شہداء میں ایک مصعب بن عمیرؓ تھے آپ سب سے پہلے مہاجر تھے جو مدینہ میں اسلام کے مبلغ بن کر آئے تھے

کورونا وائرس سے بچنے کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے، مسجد کے آداب کا خیال رکھنے اور اسلامی تعلیم کو اپنانے کی تلقین

عزیزم تنزیل احمد بٹ، بریگیڈیئر بشیر احمد امیر ضلع راولپنڈی اور ڈاکٹر حمیدالدین آف گوکھووال کا ذکر خیر اور نمازہائے جنازہ غائب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ مورخہ 6 مارچ 2020ء بمقام مسجد بیت الفتوح کا خلاصہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 6 مارچ 2020ء کو مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹر نیشنل پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ حضور انور نے فرمایا: گزشتہ خطبہ میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کا ذکر ہوا تھا، کچھ حصہ رہ گیا تھا جس کا بیان آج ہو گا حضرت مصلح موعودؓ نے لکھا ہے کہ یہود کہا کرتے تھے کہ ایک نبی آنے والا ہے۔ جب یہود نے، مدینہ والوں نے نبی ﷺ کا سنا تو کہا کہ یہ وہی نبی معلوم ہوتا ہے جس کی خبر ہے تو بہت سے نوجوان تعلیم سے متاثر ہو کر ایمان لے آئے۔ 12 آدمی یہ ارادہ کر کے چلے کہ محمد ﷺ کے دین میں داخل ہوں گے۔ 10 خَزرج اور 2 اَوس قبیلہ کے تھے اور اقرار کیا کہ وہ خدا کے علاوہ کسی کی پرستش نہیں کریں گے۔ یہ لوگ واپس گئے اور پہلے سے بھی زیادہ زور سے تعلیم پھیلانے لگے۔ خدا کے سوا اب لوگوں کے ماتھے کسی کے سامنے جھکنے کے لئے تیار نہ تھے اور مدینہ میں جب ان سے تعلیم کا پوچھا گیا تو نبی ﷺ سے کسی کو بھجوانے کی عرض کی آپ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو بھجوایا تاکہ وہ وہاں کے مسلمانوں کو دین سکھائیں۔ غزوہ بدر میں مہاجرین کا بڑا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیرؓ کے پاس تھا جو رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو دیا تھا۔

حضور انور نے فرمایا: سیرت خاتم النبیین میں حضرت مرزا بشیر احمدؓ نے لکھا ہے کہ غزوۂ احد میں بھی مہاجرین کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیرؓ کے پاس تھا۔ رسول کریم ﷺ نے لشکر اسلامی کی صف بندی کی اورمختلف دستوں کے جُداجُدا امیر مقرر فرمائے۔ اس موقع پر آپؐ کو یہ اطلاع دی گئی کہ لشکرقریش کاجھنڈا طلحہ کے ہاتھ میں ہے۔ طلحہ اس خاندان سے تعلق رکھتا تھاجوقریش کے مورث اعلیٰ قصی بن کلاب کے قائم کردہ انتظام کے ماتحت جنگوں میں قریش کی علمبرداری کا حق رکھتا تھا۔ یہ معلوم کرکے جب یہ پتا لگا تو آپؐ نے فرمایا۔ ہم قومی وفاداری دکھانے کے زیادہ حق دار ہیں چنانچہ آپؐ نے حضرت علیؓ سے مہاجرین کا جھنڈا لے کر مصعب بن عمیرؓ کے سپرد فرمایا جو اسی خاندان کے ایک فرد تھے جس سے طلحہ تعلق رکھتا تھا۔آپؓ غزوہ اُحد کے روز نبی ﷺ کے آگے لڑتے لڑتے شہید ہوئے۔آپؓ نے جھنڈے کا حق خوب ادا کیا۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے مرزا بشیر احمدؓ نے سیرۃ خاتم النبیینؐ میں اس طرح لکھا ہے کہ قریش کے لشکر نے قریباً چاروں طرف گھیرا ڈال رکھا تھا اور اپنے پےَ در پےَ حملوں سے ہر آن دباتا چلا آتا تھا اس پر بھی مسلمان شاید تھوڑی دیر بعد سنبھل جاتے مگر غضب یہ ہوا کہ قریش کے ایک بہادر سپاہی عبداللہ بن قمیئہ نے مسلمانوں کے علمبردار مصعب بن عمیر پر حملہ کیا اور اپنی تلوار کے وار سے ان کا دایاں ہاتھ کاٹ گرایا۔ مصعب نے فوراً دوسرے ہاتھ میں جھنڈا تھام لیا اور ابن قمیئہ کے مقابلے کے لئے آگے بڑھے مگر اس نے دوسرے وار میں ان کا دوسرا ہاتھ بھی قلم کر دیا۔ اس پر مصعب نے اپنے دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں کو جوڑ کر گرتے ہوئے اسلامی جھنڈے کو سنبھالنے کی کوشش کی اور اسے چھاتی سے چمٹا لیا۔ جس پر ابن قمیئہ نے ان پر تیسرا وار کیا اور اب کی دفعہ مصعب شہید ہو کر گر گئے۔ جھنڈاتو کسی دوسرے مسلمان نے فوراً آگے بڑھ کر تھام لیا مگر چونکہ مصعب کا ڈیل ڈول آنحضرت ﷺ سے ملتا تھا ابن قمیئہ نے سمجھا کہ میں نے محمد ﷺ کو مار لیا یا یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی طرف سے یہ تجویز محض شرارت اور دھوکہ دہی کے خیال سے ہو۔ بہرحال اس نے مصعبؓ کو شہید ہوکر گرنے پر شور مچا دیا کہ میں نے محمد (ﷺ) کو مار لیا ہے اس خبر سے مسلمانوں کے رہے سہے اوسان بھی جاتے رہے اور ان کی جمعیت بالکل منتشر ہو گئی یہ بھی ایک بڑی وجہ ہوئی تھی جو جنگ احد میں مسلمانوں کے جو حوصلہ تھا پست ہونے کی لیکن بہرحال بعد میں اکٹھے بھی ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ جب حضرت مصعبؓ کی نعش کے پاس پہنچے تو ان کی نعش چہرے کے بل پڑی تھی نبی کریم ﷺ نے اس کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت تلاوت فرمائی کہ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ رِجَالٌ صَدَقُوۡا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیۡهِ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰی نَحۡبَهٗ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّنۡتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِیۡلًا کہ مؤمنوں میں

باقی صفحہ نمبر 6 پر

اس شمارہ میں

- خلاصہ خطبہ جمعہ مورخہ 6 مارچ 2020ء
- متن خطبہ جمعہ 14 فروری 2020ء
- مصروفیات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ
- گھانا اور گیمبیا میں جماعتی تقریبات

فرمانِ رسول ﷺ

رات سوتے وقت دعا

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم رات کے وقت سونے کے لیے جب بستر پر آتے تو اپنا ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ لیتے اور پھر یہ دعا مانگتے۔ اے اللہ! میں تیرے نام کی مدد سے مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں یعنی سوتا ہوں اور جاگتا ہوں۔

(بخاری کتاب الدعوات)

دربارِ خلافت

اللہ کی راہ میں قربانی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''دوسری بات جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمائی وہ یہ ہے کہ تم اچھے مال میں سے جو بھی خرچ کرو وہ تمہارے اپنے فائدے کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ اور جو بھی اچھا مال تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اس کا فائدہ تمہیں ہی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اُدھار نہیں رکھتا بلکہ بڑھا کر لوٹاتا ہے اس طرح جس طرح ایک کسان کھیت میں بیج ڈالتا ہے تو کوئی جاہل، کم عقل کہہ سکتا ہے کہ یہ اس نے کیا کیا کہ سارا بیج زمین میں پھینک کے ضائع کر دیا لیکن عقل مند جانتا ہے کہ یہ دانے جو زمین میں پھینکے گئے ہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں کروڑوں دانے بھی بن کر نکل سکتے ہیں سوائے اس کے کہ وہ فصل آفت کا شکار ہو جائے اور اسے کچھ نہ ملے۔ پس اللہ تعالیٰ کی راہ میں نیک نیتی سے خرچ کیا ہوا اور پاک مال میں سے جو خرچ کیا جاتا ہے وہ ہزاروں گنا بڑھ کر بھی مل سکتا ہے اور ملتا ہے۔ احمدی اپنے تجربات لکھتے رہتے ہیں، اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ کس طرح ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کی اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑھا کر عطا کیا۔ کچھ کمزور ایمان والے بھی ہوتے ہیں، نئے آنے والے بھی ہوتے ہیں وہ بھی کہتے ہیں اور تجربہ کرتے ہیں کہ دیکھیں کہاں تک یہ بات درست ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑھا کر دیتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو مضبوط کرنے کے لیے ان کو نوازتا بھی ہے لیکن اکثریت ایسی ہے جو اللہ تعالیٰ کی اس بات کو سمجھتے ہیں کہ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ اور جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی توجہ چاہنے کے لیے خرچ کرتے ہو۔ وہ دین کی ضروریات کے لیے خرچ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی توجہ چاہنے کے لیے خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حقیقی مومن کی تعریف ہی یہ کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توجہ چاہنے کے لیے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی حالتوں کو جانتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے خرچ کرتے ہیں اور پھر ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو بھی دیکھ لیتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ان کی قربانی کو قبول کرتے ہوئے انہیں واپس لوٹاتا ہے اور پھر یہ بات انہیں مزید ایمان میں بڑھاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ادھار نہیں رکھتا۔ تم میری توجہ چاہنے کے لیے اپنے پاک مال میں سے میرے دین کے لیے اور میرے کہنے پر خرچ کرتے ہو تو میں بھی تمہیں لوٹاؤں گا۔ شرط یہ ہے کہ مال پاک ہو۔ پس ان ممالک میں، ترقی یافتہ ممالک میں رہنے والے بعض خاص طور پر اس بات کا خیال رکھیں کہ پاک مال کمائیں۔ زیادہ کمانے کے لیے حکومت کے اداروں کو دھوکا نہ دیں کہ اپنی کمائی بھی کر رہے ہوں اور حکومت سے غلط بیانی کر کے وظیفہ بھی لے رہے ہوں۔ ایسے لوگ حکومت سے ناجائز رقم بھی لیتے ہیں۔ اپنے ٹیکس جو حکومت کا حق اور شہری کا فرض ہے وہ بھی ادا نہیں کرتے۔ دوسرے لوگوں کا حق بھی مارتے ہیں اور وہی رقم جو دوسرے ذریعہ سے ملک کی ترقی میں خرچ ہو سکتی ہے اس میں بھی روک بنتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ غلط بیانی کر کے جھوٹ کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں اور یہ تمام چیزیں غلط ہیں، گناہ ہیں اور پاک مال سے دُور لے جانے والی ہیں۔''

(خطبہ جمعہ مورخہ 8نومبر2019ء)

حمدیہ کلام

حمد میں تیری بیاں کیسے کروں کمزور ہوں
دے مجھے طاقت خدایا تا چلے یہ کاروبار

ہم کسی کے عشق میں اتنا کبھی روئے نہ تھے
تیری یادوں نے ہمیں پھر کیوں رلایا بار بار

کیوں کروں غیروں کے آگے درد میں اپنا بیاں
دور کر دے گا میرا غم وہ میرا ہے غمگسار

ٹھوکریں کھا کر سنبھل جاتی ہوں ربّ میرا بھی ہے
تھام لیتا ہے مجھے آ کر میرا پروردگار

ترے احسانوں کو کر کے یاد اے میرے خدا
رو رہا ہے دل میرا آنکھیں ہیں میری اشکبار

صبح سے پھر شام تک اور شام سے پھر صبح تک
ہوبیاں تیری ہی بس حمدوثناء لیل ونہار

اے خدا کمزور ہوں میں, بخش دینا تو مجھے
اپنے فضلوں سے لگا کشتی میری دریا کے پار

زندگانی میں کبھی آئے نہ درد و رنج و غم
پھیر دے میری طرف مولیٰ مرے رحمت کی دھار

میں بہت کمزور ہوں اور ناتواں بندی تیری
دے مجھے ہمت کروں میں شکر تیرا بے شمار

ہوں مصائب راہ میں یا راحت و آرام ہو
بس ترا ہی شکر ہو دورِ خزاں ہو یا بہار

فضل کے سائے میں اپنے ہم کو رکھنا تو سدا
التجاء یہ ہے مری سن لے خدا میری پکار

امۃ الحیٔ تحسین۔قادیان

خطبہ جمعہ

آنحضرتؐ کے مخلص،فدائی اوراخلاص و وفا کے پیکر بدری صحابی حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی سیرتِ مبارکہ کا پُر اثرتذکرہ

آنحضرتؐ نے حضرت محمد بن مسلمہؓ سے فرمایا:بنونضیر کے یہودیوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو مجھے رسول اللہؐ نے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تم میرے شہر سے نکل جاؤ

اسلام کا مخالف فتنہ پرداز،مفسد اور سازشی یہودی سلام بن ابی الحقیق المعروف ابورافع کے قتل اور اس کی وجوہات کا تفصیلی تذکرہ

اصل بات یہی ہے کہ کسی حدیث میں جھوٹ بولنے کی ہرگز اجازت نہیں بلکہ حدیث میں تو یہ لفظ ہیں کہ سچ کو مت چھوڑ اگرچہ تو قتل کیا جائے اور جلایا جائے پھر قرآن کہتا ہے کہ تم انصاف اور سچ مت چھوڑو اگرچہ تمہاری جانیں بھی اس سے ضائع ہوں

سیرت خاتم النبییّنؐ میں لکھا ہے کہ ابورافع کے قتل کے جواز کے متعلق ہمیں اس جگہ کسی بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ ابورافع کی خون آشام کارروائیاں تاریخ کاایک کھلاہوا ورق ہیں اوراس سے ایک ملتے جلتے واقعہ میں ایک تفصیلی بحث کعب بن اشرف کے قتل کے ضمن میں بیان ہو چکی ہے

اسلام آباد کی ابتدائی آباد کاری میں بے لوث خدمت بجا لانے والے سلسلے کے دیرینہ خادم مکرم تاج دین کی وفات پر ان کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 14فروری 2020ءبمقام مسجدبیت الفتوح یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

گذشتہ خطبے میں حضرت محمد بن مسلمہؓ کے بارے میں بیان ہوا تھا اور کچھ حصہ رہ گیا تھا جو آج ان شاءاللہ بیان ہو گا۔ کعب بن اشرف کے قتل کے ضمن میں یہ بیان ہوا تھا کہ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے اسے بہانے سے گھر سے دور لے جا کر قتل کیا تو کیا یہ جھوٹ نہیں ہے؟ نیز یہ بھی بیان ہوا تھا کہ ایک حدیث کے حوالے سے بعض علماء کے نزدیک تین موقعوں پر جھوٹ کی اجازت ہے، لیکن حقیقت میں یہ غلط تصور ہے یا حدیث کی غلط تشریح ہے جو کہ تین موقعوں پر غلط بیان کو یا جھوٹ کو جائز قرار دیتی ہے۔ بہرحال میں نے اُس وقت اس کی وضاحت کر دی تھی جو سیرت خاتم النبیینؐ میں بیان ہوئی ہے لیکن اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی کتاب ’نور القرآن‘ میں وضاحت سے روشنی ڈالی ہے جو ایک عیسائی کے اعتراض کے جواب میں آپؑ نے بیان فرمائی ہے۔ اس کا کچھ حصہ، اس میں سے بعض حصے میں ابھی بیان کروں گا جس سے اس بات کی بالکل وضاحت ہو جاتی ہے کہ اسلام جھوٹ بولنے کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عیسائی کے اعتراض کے جواب کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک یہ اعتراض ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین جگہ جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے اور اپنے دین کو چھپا لینے کے واسطے قرآن میں صاف حکم دے دیا ہے مگر انجیل نے ایمان کو پوشیدہ رکھنے کی اجازت نہیں دی۔ یہ اعتراض ہے۔ اس کے جواب میں آپؑ فرماتے ہیں کہ واضح ہو کہ جس قدر راستی کے التزام کے لیے قرآن شریف میں تاکید ہے میں ہرگز باور نہیں کر سکتا کہ انجیل میں اس کا عشرِ عشیر بھی تاکید ہو ۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ قرآن شریف نے دروغ گوئی کو بت پرستی کے برابر ٹھہرایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔ یعنی بتوں کی پلیدی اور جھوٹ کی پلیدی سے پرہیز کرو۔ پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ۔

یعنی اے ایمان والو! انصاف اور راستی پر قائم ہو جاؤ اور سچی گواہیوں کو للہ ادا کرو اگرچہ تمہاری جانوں پر ان کا ضرر پہنچے یا تمہارے ماں باپ اور تمہارے اقارب ان گواہیوں سے نقصان اٹھاویں۔آپؑ اس معترض کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اب اے ناخدا ترس ذرا انجیل کو کھول اور ہمیں بتلا کہ راست گوئی کے لیے ایسی تاکید انجیل میں کہاں ہے؟

پھر اسی عیسائی کو جس کا نام فتح مسیح تھا مخاطب کر کے پھر آپؑ لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین جگہ جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے مگر یہ آپ کو اپنی جہالت کی وجہ سے غلطی لگی ہے اور اصل بات یہی ہے کہ کسی حدیث میں جھوٹ بولنے کی ہرگز اجازت نہیں بلکہ حدیث میں تو یہ لفظ ہیں کہ اِنْ قُتِلْتَ وَاُحْرِقْتَ یعنی سچ کو مت چھوڑ اگرچہ تو قتل کیا جائے اور جلایا جائے۔ پھر جس حالت میں قرآن کہتا ہے کہ تم انصاف اور سچ مت چھوڑو اگرچہ تمہاری جانیں بھی اس سے ضائع ہوں اور حدیث کہتی ہے کہ اگرچہ تم جلائے جاؤ اور قتل کیے جاؤ مگر سچ ہی بولو تو پھر اگر فرض کے طور پر کوئی حدیث قرآن اور احادیث صحیحہ کے مخالف ہو تو وہ قابلِ سماعت نہیں ہوگی کیونکہ ہم لوگ اسی حدیث کو قبول کرتے ہیں جو احادیثِ صحیحہ اور قرآن کریم کے مخالف نہ ہو۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ہاں بعض احادیث میں توریہ کے جواز کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ یعنی مصلحت کے تحت بعض ذو معنی الفاظ بیان کر دیے ۔ اور اسی کو نفرت دلانے کی غرض سے کذب کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اورجب ذو معنی بات ہوتی ہے تو اسی بات کو مخالفین نفرت دلانے کے لیے جھوٹ کے نام سے موسوم کر رہے ہیں اور فرمایا کہ اور ایک جاہل اور احمق جب ایسا لفظ کسی حدیث میں بطور تسامح کے لکھا ہوا پاوے یعنی کسی کو سمجھانے کے لیے جب کوئی لفظ اس کو آسان کر کے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کوتسامح کے پاوے تو شاید اس کو حقیقی کذب ہی سمجھ لے کیونکہ وہ اس قطعی فیصلے سے بے خبر ہے کہ حقیقی کذب اسلام میں پلید اور حرام اور شرک کے برابر ہے مگر توریہ جو درحقیقت کذب نہیں گو کذب کے رنگ میں ہی اضطرار کے وقت عوام کے واسطے اس کا جواز حدیث سے پایا جاتا ہے مگر پھر بھی لکھا ہے کہ افضل وہی لوگ ہیں جو توریہ سے بھی پرہیز کریں اور توریہ اسلامی اصطلاح میں اس کو کہتے ہیں کہ فتنہ کے خوف سے ایک بات کو چھپانے کے لیے یا کسی اَور مصلحت پر ایک راز کی بات مخفی رکھنے کی غرض سے ایسی مثالو ں اور پیرایوں میں اس کو بیان کیا جائے کہ عقلمند تو اس بات کو سمجھ جائے اور نادان کی سمجھ میں نہ آئے اور اس کا خیال دوسری طرف چلا جائے جو متکلم کا مقصود نہیں اور غور کرنے کے بعد معلوم ہوکہ جو کچھ متکلم نے کہا وہ جھوٹ نہیں بلکہ حقِ محض ہے اور کچھ بھی کذب کی اس میں آمیزش نہ ہو اور نہ دل نے ایک ذرہ بھی کذب کی طرف مَیل کیا ہو۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ جیسا کہ بعض احادیث میں دو مسلمانوں میں صلح کرانے کے لیے یا اپنی بیوی کو کسی فتنہ اور خانگی ناراضگی اور جھگڑے سے بچانے کے لیے یا جنگ میں اپنے مصالح دشمن سے مخفی رکھنے کی غرض سے اور دشمن کو اَور طرف جھکا دینے کی نیت سے توریہ کا جواز پایا جاتا ہے مگر باوصف اس کے بہت سی حدیثیں دوسری بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ توریہ اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کے برخلاف ہے اور بہرحال کھلی کھلی سچائی بہتر ہے اگر اس کی وجہ سے قتل کیا جائے اور جلایا جائے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حتّی الوسع اس سے مجتنب رہنے کا حکم کیا ہے تا مفہوم کلام کا اپنی ظاہری صورت میں بھی کذب سے مشابہ نہ ہو۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ جب میں دیکھتا ہوں کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ احد میں اکیلے ہونے کی حالت میں برہنہ تلواروں کے سامنے کہہ رہے تھے کہ میں محمد ہوں، میں نبی اللہ ہوں، میں ابن عبد المطلِب ہوں۔

یہاں یہ وضاحت کر دوں کہ جب کتاب چھپی تھی تو اسی کتاب کے حاشیے میں لکھا ہے کہ یہ سہو سے لکھا گیا ہے۔ یہ واقعہ غزوۂ حنین کا ہے۔ جنگِ احد کا نہیں۔ حالانکہ اب مجھے ہمارے ریسرچ سیل نے ہی ’سیرۃ الحلبیہ‘ کا حوالہ نکال کر بھجوایا ہے جس میں لکھا ہے کہ یہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے حنین اور احد دونوں جنگوں میں فرمائے تھے۔ اس لیے اب اشاعت کا جو شعبہ ہے، نظارت اشاعت بھی ہے ان کو بھی اس حاشیے کو آئندہ نکال دینا چاہیے۔ اکثرمَیں نے دیکھا ہے کہ بعض دفعہ جلد بازی سے کام لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو الفاظ ہیں ان کا مطلب نکالنے کے لیے یا آسانی پیدا کرنے کے لیے حاشیے میں لکھ دیا جاتا ہے یہ غلطی تھی یا سہو ہو گیا۔ حالانکہ بہت ساری ریسرچ کرنے کی ضرورت ہے، توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس لیے بہرحال اب یہ حوالہ تو میرے سامنے آ گیا تھا اور بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ یہ الفاظ حُنین اور اُحد دونوں مواقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے۔ بہرحال یہ وضاحت اس بارے میں بھی ہو گئی۔

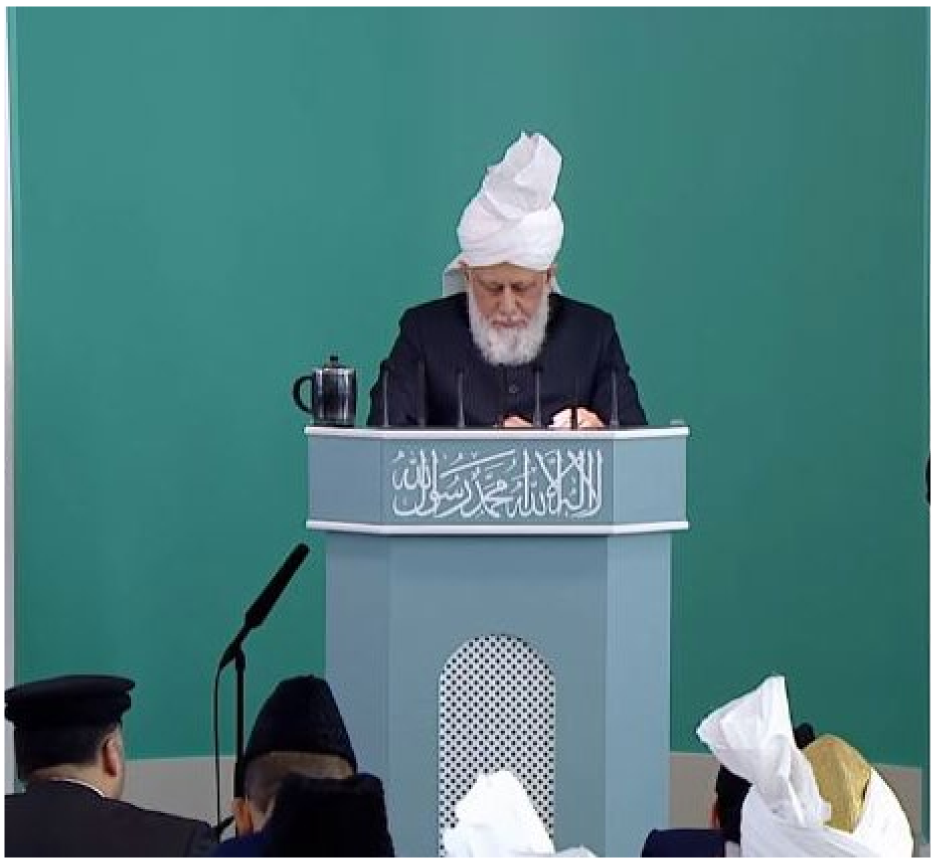

اب آگے پھرآپؑ فرماتے ہیں کہ اگر کسی حدیث میں توریہ کو بطور تسامح کذب کے لفظ سے بیان بھی کیا گیا ہو تو یہ سخت جہالت ہے۔ یعنی الفاظ کو آسان کرنے کے لیے، سمجھانے کے لیے اگر کہیں کذب کا لفظ لکھ بھی دیا ہے تو فرمایا کہ یہ سخت جہالت ہے کہ کوئی شخص اس کو حقیقی کذب پر محمول کرے جبکہ قرآن اور احادیثِ صحیحہ بالاتفاق کذبِ حقیقی کو سخت حرام اور پلید ٹھہراتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی حدیثیں توریہ کے مسئلہ کو کھول کر بیان کر رہی ہیں تو پھر اگر فرض بھی کر لیں کہ کسی حدیث میں بجائے توریہ کے کذب کا لفظ آگیا ہو تو نعوذ باللہ اس سے مراد حقیقی کذب کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ اس کے قائل کے نہایت باریک تقویٰ کا یہ نشان ہوگا جس نے توریہ کو کذب کی صورت میں سمجھ کر بطور تسامح کذب کا لفظ استعمال کیا ہو۔ ہمیں قرآن اور احادیث صحیحہ کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ اگر کوئی امر اس کے مخالف ہوگا تو ہم اس کے وہ معنے ہر گز قبول نہیں کریں گے جو مخالف ہوں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں قرآن نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے اور نیز فرمایا ہے کہ جھوٹے شیطان کے مصاحب ہوتے ہیں اور جھوٹے بے ایمان ہوتے ہیں اور جھوٹوں پر شیاطین نازل ہوتے ہیں اور صرف یہی نہیں فرمایا کہ تم جھوٹ مت بولو بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ تم جھوٹوں کی صحبت بھی چھوڑ دو اور ان کو اپنا یار دوست مت بناؤ اور خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو اور ایک جگہ فرماتا ہے کہ جب تو کوئی کلام کرے تو تیری کلام محض صدق ہو۔ ٹھٹھے کے طور پر ہنسی کے طور پر بھی اس میں جھوٹ نہ ہو۔

(ماخوذ از نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 402 تا 408)

(سیرۃ الحلبیۃ جلد 2 صفحہ 310 باب ذکر مغازیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، غزوہ احد مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

یہ تو اس کے حوالے سے بیان ہو رہا تھا جو پہلے بیان ہوا تھا۔ وضاحت ہو گئی۔ اب میں حضرت محمد بن مسلمہؓ کے باقی زندگی کے حوالے سے آگے چلتا ہوں۔ جب بنو نضیر نے دھوکے سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر چکی کا پاٹ گرا کر قتل کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اس کی خبر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کر دی تھی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے اٹھے گویاآپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ضرورت کے لیے اٹھے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ بھی کچھ دیر انتظار کے بعد آپؐ کے پیچھے مدینہ آ گئے۔ جب صحابہ کرامؓ مدینہ پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو بلایا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ! آپؐ اٹھ کر چلے آئے اور ہمیں علم نہ ہوا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہودی میرے ساتھ دھوکا کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا تو میں اٹھ کر چلا آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی کہ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ ہَمَّ قَوۡمٌ اَنۡ یَّبۡسُطُوۡۤا اِلَیۡکُمۡ اَیۡدِیَہُمۡ فَکَفَّ اَیۡدِیَہُمۡ عَنۡکُمۡ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَعَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ۔ (المائدۃ:11)

کہ اے ایمان دارو! تم اللہ کی اپنے اوپر نعمت یاد کرو جو اس وقت ہوئی تھی جب ایک قوم نے ارادہ کیا تھا کہ تم پر دست درازی کرے تب اس نے اس قوم کے ہاتھ تم سے روک دیے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور مومنوں کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے۔

بہرحال حضرت محمد بن مسلمہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے پاس بھجوایا اور اس کا واقعہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ جب حضرت محمد بن مسلمہؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنو نضیر کے یہودیوں کے پاس جاؤ۔ انہیں کہو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تم میرے شہر سے نکل جاؤ۔ وہ یہودیوں کے پاس گئے کیونکہ انہوں نے یہ سازش کی تھی اور اپنے عہد کا پاس نہیں کیا تھا، اس کو توڑا تھا اس لیے ان کی سزا یہ تھی کہ شہر سے نکل جائیں۔ وہ یہودیوں کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس ایک پیغام دے کر بھیجا ہے لیکن میں اس کا تذکرہ تب تک نہیں کروں گا جب تک میں تمہیں ایک ایسی بات نہ یاد کرا دوں جسے تم اپنی مجالس میں یاد کیا کرتے تھے۔ ایک پرانی بات کاذکر کیا کہ وہ میں تمہیں یاد کرانا چاہتا ہوں۔ پھر یہود نے پوچھا کہ وہ کیا امر ہے؟ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ میں تمہیں اس تورات کی قسم دیتا ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پر نازل کیا۔ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل میں تمہارے پاس آیا تھا تم نے اپنے سامنے تورات کھول رکھی تھی تم نے مجھے اس محفل میں کہا تھا کہ اے ابن مسلمہ! اگر تم چاہتے ہو کہ ہم تمہیں کھانا پیش کریں تو ہم تمہیں کھانا پیش کرتے ہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ ہم تمہیں یہودی بنائیں تو ہم تمہیں یہودی بنا دیتے ہیں ۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت کہا تھا کہ مجھے کھانا کھلاؤ، مجھے یہودی نہ بناؤ۔ بخدا میں کبھی بھی یہودی نہیں بنوں گا۔ پھر واقعہ ہوا کہ تم نے مجھے ایک طشت میں کھانا دیا اور تم لوگوں نے مجھے کہا تھا کہ تم یہ دین صرف اس لیے قبول نہیں کرتے کیونکہ یہ یہودیوں کا مذہب ہے۔ یعنی یہودیوں نے محمد بن مسلمہ کو کہا کہ تم اس لیے قبول نہیں کرتے کہ یہ یہودیوں کا مذہب ہے۔ گویا تم وہ حنیفیت چاہتے ہو جس کے بارے میں تم نے سن رکھا ہے۔ ابو عامر راہب تو اس کا مصداق نہیں ہے۔ یعنی جو سن رکھا ہے کہ نبی آنے والا ہے۔ اور ابو عامر راہب جو ہے وہ اس کا مصداق نہیں بن سکتا۔ پھر انہوں نے کہا کہ اب تمہارے پاس وہ ہستی آئے گی جو مسکرانے والی ہے، جو جنگ کرنے والی ہے۔ اس کی آنکھوں میں سرخی ہے۔ وہ یمن کی طرف سے آئیں گے۔ وہ اونٹ پر سواری کریں گے۔ وہ چادر اوڑھیں گے۔ وہ تھوڑے پر قناعت کریں گے۔ ان کی تلوار ان کے کندھے پر ہو گی۔ وہ حکمت کے ساتھ گفتگو کریں گے گویا وہ تمہارے قرابت دار ہیں ۔ اللہ کی قسم! تمہاری اس بستی میں اب چھینا جھپٹی ہو گی اور قتل ہو گا اور مثلہ ہو گا۔ یہ سن کر یہود نے کہا کہ ہم اسی طرح کہا کرتے تھے۔ یہ ساری باتیں ان کو یاد کرائیں کہ تم اس طرح کہا کرتے تھے لیکن یہ وہ نبی نہیں ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ نبی نہیں ہیں۔ حضرت محمد مسلمہؓ نے کہا کہ میں اپنے پیغام سے اب فارغ ہو چکاجو میں تمہیں یاد کرانا چاہتا تھا۔ پھر آپؓ نے اگلی بات شروع کی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے اور آپؐ نے فرمایا ہے کہ تم نے وہ معاہدہ توڑ دیا ہے جسے میں نے تمہارے لیے قائم کیا تھا کیونکہ تم نے مجھے دھوکا دینے کی کوشش کی ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے یہود کو ان کے اس ارادے کی خبر دی جو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا تھا اور یہ کہ عمرو بن جحاش کیسے چھت پر چڑھاتا کہ وہ آپؐ پر پتھر گرا دے ۔ اس پر انہوں نے چپ سادھ لی اور وہ ایک حرف تک نہ بول سکے۔ پھر حضرت محمد بن مسلمہؓ نے انہیں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم میرے اس شہر سے نکل جاؤ۔ میں تمہیں دس دن کی مہلت دیتاہوں اس کے بعد جو ادھر نظر آیا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ یہود نے کہا اے ابن مسلمہ! ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ یہ پیغام اَوس قبیلے کا کوئی شخص لے کر آئے گا۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے فرمایا اب دل تبدیل ہو چکے ہیں۔ چند دن یہود تیاری کرتے رہے۔ ان کی سواریاں ذوجدر مقام پر تھیں وہ لائی گئیں۔ ذوجدر قبا کی جانب مدینے سے چھ میل کے فاصلے پر ایک چراگاہ ہے وہاں ان کے جانور چرا کرتے تھے۔ وہی سواریاں تھیں وہ لائی گئیں وہاں سے ۔انہوں نے بنواشجع قبیلے سے کرائے پر اونٹ لیے اور روانگی کی تیاری مکمل کی ۔ یہ تاریخ کی کتاب کا حوالہ ہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 317 تا320 غزوہ بنی نضیر دار الکتب العلمیہ بیروت1993ء)

(سبل الھدیٰ والرشاد (مترجم) جلد 4 صفحہ 754 مطبوعہ زاویہ پبلشرز لاہور 2013ء)

(معجم البلدان جلد 2 صفحہ 132)

یہودیوں کے رویے کی کہ ان کا رویہ کس طرح ہوتا تھا ؟ ایک جگہ اس کا بیان کرتے ہوئے جس میں بنو قریظہ کی غداری کا واقعہ ہے گو یہ پہلے حضرت عمار بن یاسرؓ کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے لیکن تاریخی لحاظ سے یہاں بھی بیان کر دینا ضروری ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ لکھتے ہیں کہ

”بنو قریظہ کا معاملہ طے ہونے والا تھا۔ ان کی غداری ایسی نہیں تھی کہ نظر انداز کی جاتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے“ غزوہ خندق سے ”واپس آتے ہی اپنے صحابہؓ سے فرمایا: گھروں میں آرام نہ کرو بلکہ شام سے پہلے پہلے بنو قریظہ کے قلعوں تک پہنچ جاؤ اور پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کو بنو قریظہ کے پاس بھجوایا کہ وہ ان سے پوچھیں کہ انہوں نے معاہدہ کے خلاف یہ غداری کیوں کی؟ بجائے اس کے کہ بنو قریظہ شرمندہ ہوتے یا معافی مانگتے یا کوئی معذرت کرتے انہوں نے حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خاندان کی مستورات کو گالیاں دینے لگے اور کہا ہم نہیں جانتے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا چیز ہیں؟ ہمارا ان کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ حضرت علیؓ ان کا یہ جواب لے کر واپس لوٹے تو اتنے میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے ساتھ یہود کے قلعوں کی طرف جا رہے تھے چونکہ یہود گندی گالیاں دے رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اور بیٹیوں کے متعلق بھی ناپاک کلمات بول رہے تھے تو حضرت علیؓ نے اس خیال سے کہ آپؐ کو ان کلمات کے سننے سے تکلیف ہو گی عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپؐ کیوں تکلیف کرتے ہیں! ہم لوگ اس لڑائی کے لیے کافی ہیں۔ آپؐ واپس تشریف لے جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ وہ گالیاں دے رہے ہیں اور تم یہ نہیں چاہتے کہ میرے کان میں وہ گالیاں پڑیں۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہؐ! بات تو یہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کیا ہوا اگر وہ گالیاں دیتے ہیں۔ موسیٰ نبی تو ان کا اپنا تھا اس کو اس سے بھی زیادہ انہوں نے تکلیفیں پہنچائی تھیں۔ یہ کہتے ہوئے آپؐ یہود کے قلعوں کی طرف چلے گئے مگر یہود دروازے بند کر کے قلعہ بند ہو گئے اور مسلمانوں کے ساتھ لڑائی شروع کر دی حتیٰ کہ ان کی عورتیں بھی لڑائی میں شریک ہوئیں۔ چنانچہ قلعہ کی دیوار کے نیچے کچھ مسلمان بیٹھے تھے کہ ایک یہودی عورت نے اوپر سے پتھر پھینک کر ایک مسلمان کو مار دیا لیکن کچھ دن کے محاصرہ کے بعد یہود نے یہ محسوس کر لیا کہ وہ لمبا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تب ان کے سرداروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خواہش کی کہ وہ ابولبابہ انصاری کو جو ان کے دوست اور اَوس قبیلہ کے سردار تھے ان کے پاس بھجوائیں تا کہ وہ ان سے مشورہ کر سکیں۔ آپؐ نے ابولبابہ کو بھجوا دیا۔ ان سے یہود نے یہ مشورہ پوچھا کہ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مطالبہ کو کہ فیصلہ میرے سپرد کرتے ہوئے تم ہتھیار پھینک دو، ہم یہ مان لیں؟ ابولبابہ نے منہ سے تو کہا ہاں! لیکن اپنے گلے پر اس طرح ہاتھ پھیرا جس طرح قتل کی علامت ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک اپنا کوئی فیصلہ ظاہر نہیں کیا تھا مگر ابولبابہ نے اپنے دل میں یہ سمجھتے ہوئے کہ ان کے اس جرم کی سزا‘‘ یعنی جو مخالفین تھے، معاہدہ توڑنے والے یہودی تھے ان کے اس جرم کی سزا ’’سوائے قتل کے اَور کیا ہو گی۔ بغیر سوچے سمجھے اشارہ کے ساتھ ان سے ایک بات کہہ دی جو آخر ان کی تباہی کا موجب ہوئی۔ چنانچہ یہود نے کہہ دیا کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ مان لیتے تو دوسرے یہودی قبائل کی طرح ان کو زیادہ سے زیادہ یہی سزا دی جاتی کہ ان کو مدینہ سے جلا وطن کر دیا جاتا مگر ان کی بدقسمتی تھی ۔‘‘ یہود نے فیصلہ نہیں مانا اور یہ کہا کہ اگر وہ مان لیتے تو یہی ہوتا کہ ان کو جلا وطنی کی سزا ہو جاتی مگر ان کی بدقسمتی تھی کہ ’’انہوں نے کہا کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ماننے کے لیے تیار نہیں بلکہ ہم اپنے حلیف قبیلہ اَوس کے سردار سعد بن معاذؓ کا فیصلہ مانیں گے۔ جو فیصلہ وہ کریں گے ہمیں منظور ہو گا لیکن اس وقت یہود میں اختلاف ہو گیا۔ یہود میں سے بعض نے کہا کہ ہماری قوم نے غداری کی ہے اور مسلمانوں کے رویے سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا مذہب سچا ہے وہ لوگ اپنا مذہب ترک کر کے اسلام میں داخل ہو گئے۔ ایک شخص عمرو بن سُعدی نے جو اس قوم کے سرداروں میں سے تھا اپنی قوم کو ملامت کی اور کہا کہ تم نے غداری کی ہے کہ معاہدہ توڑا ہے اب یا مسلمان ہو جاؤ یا جزیہ پر راضی ہو جاؤ۔ یہود نے کہا نہ مسلمان ہوں گے نہ جزیہ دیں گے۔‘‘ ان میں سے اکثریت یہی تھی ’’کہ اس سے قتل ہونا اچھا ہے۔ پھر اس شخص نے ان سے کہا میں تم سے بری ہوتا ہوں۔ اور یہ کہہ کر وہ قلعہ سے نکل کر باہر چل دیا۔ جب وہ قلعہ سے باہر نکل رہا تھا تو مسلمانوں کے ایک دستہ نے جس کے سردار محمد بن مسلمہؓ تھے اسے دیکھ لیا اور اسے پوچھا کہ وہ کون ہے۔ اس نے بتایا کہ میں فلاں ہوں۔ اس پر محمد بن مسلمہؓ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنِیْ اِقَالَۃَ عَثَرَاتِ الْکِرَامِ۔ یعنی آپ سلامتی سے چلے جائیں اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی الٰہی! مجھے شریفوں کی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کے نیک عمل سے کبھی محروم نہ کیجیو۔ یعنی یہ شخص کیونکہ اپنے فعل پر اور اپنی قوم کے فعل پر پچھتاتا ہے تو ہمارا بھی اخلاقی فرض ہے کہ اسے معاف کر دیں۔ اس لیے میں نے اسے گرفتار نہیں کیا اور جانے دیا ہے۔ خدا تعالیٰ مجھے ہمیشہ ایسے ہی نیک کاموں کی توفیق بخشتا رہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپؐ نے محمد بن مسلمہؓ کو سرزنش نہیں کی‘‘ کچھ نہیں پوچھا ’’کہ کیوں اس یہودی کو چھوڑ دیابلکہ اس کے فعل کو سراہا‘‘ یا تعریف کی۔

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 282 تا 284)

پس مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور تربیت کے مطابق ہمیشہ انصاف کا سلوک کیا ہے۔

اہلِ خیبر کی جب شرارت ہوئی تو پھر اس کی وجہ سے ابورافع یہودی کا قتل ہوا اس کا واقعہ اس طرح ہے۔ اور قتل کرنے کے لیے جو صحابہ کی جماعت بھیجی گئی تھی اس میں بھی حضرت محمد بن مسلمہؓ شامل تھے جنہوں نے ابورافع یہودی کو قتل کیا تھا ۔ قتل تو ایک شخص نے کیا تھا لیکن بہرحال وہ جماعت جو وہاں گئی تھی ان میں یہ شامل تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس واقعہ کی تفصیل تواریخ سے لے کے اس طرح بیان کی ہے کہ

جن یہودی رؤسا کی مفسدانہ انگیخت اور اشتعال انگیزی سے 5ہجری کے آخر میں مسلمانوں کے خلاف جنگِ احزاب کا خطرناک فتنہ برپا ہوا تھا اس میں سے حُیی بن اخطب توبنو قریظہ کے ساتھ اپنے کیفرِکردار کو پہنچ چکا تھا لیکن سلّام بن ابی الحقیق جس کی کنیت ابورافع تھی ابھی تک خیبر کے علاقہ میں اسی طرح آزادانہ اوراپنی فتنہ انگیزی میں مصروف تھا بلکہ احزاب کی ذلت بھری ناکامی اورپھر بنوقریظہ کے ہولناک انجام نے اس کی عداوت کواَور بھی زیادہ کردیا تھا اور چونکہ قبائل غطفان کامسکن خیبر کے قریب تھا اورخیبر کے یہودی اورنجد کے قبائل آپس میں گویا ہمسائے تھے اس لیے اب ابورافع نے جو ایک بہت بڑا تاجر اور امیر کبیر انسان تھا دستور بنالیا تھا کہ نجد کے وحشی اور جنگجو قبائل کو مسلمانوں کے خلاف اکساتا رہتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں وہ کعب بن اشرف کاپوراپورا مثیل تھا۔ چنانچہ اس زمانہ میں جس کا ہم ذکر کررہے ہیں اس نے غطفانیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف حملہ آور ہونے کے لیے اموالِ کثیر سے امداد دی اورتاریخ سے ثابت ہے کہ ماہ شعبان میں بنو سعد کی طرف سے جوخطرہ مسلمانوں کو پیدا ہوا تھا اوراس کے سدباب کے لیے حضرت علیؓ کی کمان میں ایک فوجی دستہ مدینہ سے روانہ کیا گیا تھا اس کی تہ میں بھی خیبر کے یہودیوں کاہاتھ تھا جوابورافع کی قیادت میں یہ سب شرارتیں کررہے تھے۔ مگرابورافع نے اسی پر بس نہیں کی۔ اس کی عداوت کی آگ مسلمانوں کے خون کی پیاسی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اس کی آنکھوں میں خار کی طرح کھٹکتا تھا۔ چنانچہ بالآخر اس نے یہ تدبیر اختیار کی کہ جنگِ احزاب کی طرح نجد کے قبائل غطفان اور دوسرے قبیلوں کاپھر ایک دورہ کرنا شروع کیا اور انہیں مسلمانوں کے تباہ کرنے کے لیے ایک لشکرِ عظیم کی صورت میں جمع کرنا شروع کر دیا۔ جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی اورمسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے پھر وہی احزاب والے منظر پھرنے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قبیلہ خزرج کے بعض انصاری حاضر ہوئے اورعرض کیا کہ اب اس فتنہ کا علاج سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کسی طرح اس فتنہ کے بانی مبانی ابورافع کاخاتمہ کر دیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو سوچتے ہوئے کہ ملک میں وسیع کشت وخون کی بجائے ایک مفسد اور فتنہ انگیز آدمی کا مارا جانا بہت بہتر ہے ان صحابیوں کو اجازت مرحمت فرمائی اور عبداللہ بن عتیک انصاریؓ کی سرداری میں چار خزرجی صحابیوں کو ابورافع کی طرف روانہ فرمایا مگر چلتے ہوئے تاکید فرمائی کہ دیکھنا کسی عورت یابچے کوہرگز قتل نہ کرنا۔ چنانچہ 6ہجری کے ماہ رمضان میں یہ پارٹی روانہ ہوئی اور نہایت ہوشیاری کے ساتھ اپنا کام کرکے واپس آ گئی اور اس طرح اس مصیبت کے بادل مدینہ کی فضا سے ٹل گئے۔ اس واقعہ کی تفصیل بخاری میں ہے جس کی روایت اس معاملہ میں صحیح ترین روایت ہے۔ اس میں اس طرح درج ہے کہ براء بن عازب روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی ایک پارٹی ابورافع یہودی کی طرف روانہ فرمائی اوران پر عبداللہ بن عتیک انصاریؓ کوامیر مقرر فرمایا۔ ابورافع کاقصہ یہ تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوسخت دکھ دیا کرتا تھا اور آپؐ کے خلاف لوگوں کو ابھارتا تھا اوران کی مدد کیاکرتا تھا۔ جب عبداللہ بن عتیکؓ اوران کے ساتھی ابورافع کے قلعہ کے قریب پہنچے اورسورج غروب ہو گیا تو عبداللہ بن عتیکؓ نے اپنے ساتھیوں کوپیچھے چھوڑا اور خود قلعہ کے دروازے کے پاس پہنچے اوراس کے قریب اس طرح چادر لپیٹ کربیٹھ گئے جیسے کوئی شخص کسی حاجت کے لیے بیٹھا ہو۔ جب قلعہ کادروازہ بند کرنے والا شخص دروازہ پرآیا تواس نے عبداللہؓ کی طرف دیکھ کر آواز دی کہ اے شخص! میں قلعے کا دروازہ بند کرنے لگا ہوں۔ تم نے اندر آنا ہو تو جلد آ جاؤ۔ عبداللہؓ چادر میں لپٹے لپٹائے جلدی سے دروازہ کے اندر داخل ہوکر ایک طرف کوچھپ گئے اور دروازہ بند کرنے والا شخص دروازہ بند کر کے اوراس کی کنجی ایک قریب کی کھونٹی سے لٹکا کر چلا گیا۔

اس کے بعد عبداللہ بن عتیکؓ کااپنا بیان ہے کہ میں اپنی جگہ سے نکلا اورسب سے پہلے میں نے قلعہ کے دروازے کا قفل کھول دیا تاکہ ضرورت کے وقت جلدی اورآسانی کے ساتھ باہر نکلا جا سکے۔ اس وقت ابورافع ایک چوبارے میں تھا اوراس کے پاس بہت سے لوگ مجلس جمائے بیٹھے تھے اورآپس میں باتیں کررہے تھے۔ جب یہ لوگ اٹھ کر چلے گئے اورخاموشی ہو گئی تومیں ابورافع کے مکان کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلا گیااورمیں نے یہ احتیاط کی کہ جو دروازہ میرے راستہ میں آتا تھا اسے میں آگے گزر کراندر سے بند کرلیتا تھا۔ جب میں ابورافع کے کمرے میں پہنچا تو اس وقت وہ چراغ بجھا کر سونے کی تیاری میں تھا اورکمرہ بالکل تاریک تھا۔ میں نے آواز دے کر ابورافع کو پکارا۔ جس کے جواب میں اس نے کہا۔ کون ہے؟ بس میں اس آواز کی سمت کا اندازہ کرکے اس کی طرف لپکا اور تلوار کاایک زوردار وار کیا مگر اندھیرا بہت تھا اور میں اس وقت گھبرایا ہوا تھا اس لیے تلوار کا وار غلط پڑااورابورافع چیخ مار کر چلایا جس پر میں کمرےسے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد میں نے پھر کمرہ کے اندر جاکر اپنی آواز کوبدلتے ہوئے پوچھا۔ ابورافع یہ شور کیسا ہوا تھا؟ اس نے میری بدلی ہوئی آواز کو نہ پہچانا اور کہاکہ تیری ماں تجھے کھوئے مجھ پر ابھی ابھی کسی شخص نے تلوار کاوار کیا ہے۔ میں یہ آواز سن کر پھر اس کی طرف لپکا اور تلوار کاوار کیا۔ اس دفعہ وار کاری پڑا مگر وہ مرا پھر بھی نہیں جس پر میں نے اس پرایک تیسرا وار کرکے اسے قتل کر دیا۔

اس کے بعد میں جلدی جلدی دروازے کھولتا ہوا مکان سے باہر نکل آیا لیکن جب میں سیڑھیوں سے نیچے اتررہا تھا توابھی چند قدم ہی باقی تھے کہ میں سمجھا کہ میں سب قدم اتر آیا ہوں جس پرمیں اندھیرے میں گر گیا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی اور ایک روایت میں یوں ہے کہ پنڈلی کاجوڑ اتر گیا مگرمیں اسے اپنی پگڑی سے باندھ کر گھسٹتا ہواباہر نکل گیا لیکن میں نے اپنے جی میں کہا کہ جب تک ابورافع کے مرنے کا اطمینان نہ ہوجائے میں یہاں سے نہیں جاؤں گا ۔ چنانچہ میں قلعے کے پاس ہی ایک جگہ چھپ کربیٹھ گیا۔ جب صبح ہوئی توقلعہ کے اندر سے کسی کی آواز میرے کان میں آئی کہ ابورافع تاجر حجاز وفات پاگیا ہے۔

اس کے بعد میں اٹھا اورآہستہ آہستہ اپنے ساتھیوں میں آ ملا اور پھر ہم نے مدینہ میں آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوابورافع کے قتل کی اطلاع دی۔ آپؐ نے سارا واقعہ سن کر مجھے ارشاد فرمایا کہ اپناپاؤں آگے کرو۔ میں نے اپنا پاؤں آگے کیا تو آپؐ نے دعا مانگتے ہوئے اس پراپنا دست

مبارک پھیرا جس کے بعد میں نے یوں محسوس کیا کہ گویا مجھے کوئی تکلیف پہنچی ہی نہیں تھی۔

ایک دوسری روایت میں ذکر آتا ہے کہ جب عبداللہ بن عتیکؓ نے ابورافع پر حملہ کیا تو اس کی بیوی نے نہایت زور سے چلانا شروع کیا جس پر مجھے فکر ہوا کہ اس کی چیخ وپکار سن کر کہیں دوسرے لوگ نہ ہوشیار ہو جائیں اس پر میں نے اس کی بیوی پر تلوار اٹھائی مگر پھر یہ یاد کر کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے میں اس ارادے سے باز آ گیا۔

پھر سیرت خاتم النبیینؐ میں لکھا ہے کہ ابورافع کے قتل کے جواز کے متعلق ہمیں اس جگہ کسی بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ ابورافع کی خون آشام کارروائیاں تاریخ کاایک کھلاہوا ورق ہیں اوراس سے ایک ملتے جلتے واقعہ میں ایک تفصیلی بحث کعب بن اشرف کے قتل کے ضمن میں بیان ہو چکی ہے۔

اس وقت مسلمان نہایت کمزوری کی حالت میں چاروں طرف سے مصیبت میں مبتلا تھے سارا ملک مسلمانوں کو مٹانے کے لیے متحد ہورہا تھا۔ایسے نازک وقت میں ابورافع عرب کے مختلف قبائل کواسلام کے خلاف ابھاررہا تھا۔ (یہ میں خلاصہ بیان کر رہا ہوں پوری تاریخ نہیں بیان کر رہا کہ کیوں اس کا قتل جائز تھا؟) اس کا اوراس بات کی تیاری کررہا تھاکہ غزوۂ احزاب کی طرف عرب کے وحشی قبائل پھرمتحد ہو کر مدینے پر دھاوا بول دیں۔ عرب میں اس وقت کوئی حکومت نہیں تھی کہ جس کے ذریعہ دادرسی چاہی جاتی بلکہ ہر قبیلہ اپنی جگہ آزاد اور خود مختار تھا۔ پس سوائے اس کے کہ اپنی حفاظت کے لیے خود کوئی تدبیر کی جاتی اور کوئی صورت نہیں تھی۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 721تا 724)

پچھلے خطبے میں اس کی یہ تفصیل بھی بیان ہو چکی ہے کہ کیوں کیا وجوہات تھیں؟ حکومت کے ضمن میں ، کوئی حکومت نہیں تھی اور جو حکومت تھی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی تھی۔

بہرحال ان حالات میں صحابہ نے جو کچھ کیا وہ بالکل درست اور بجا تھا اورحالتِ جنگ میں جب کہ ایک قوم موت وحیات کے ماحول میں سے گزر رہی ہو اس قسم کی تدابیر بالکل جائز سمجھی جاتی ہیں۔

حضرت عمرؓ نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو اپنے دورِ خلافت میں جُہینہ قبیلہ سے وصولی زکوٰۃ کے لیے مقرر کیا تھا۔ جب کبھی کسی عامل کے خلاف دربار خلافت میں شکایات موصول ہوتیں تو حضرت عمرؓ تحقیق کے لیے انہیں روانہ کیا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کو ان پر اعتماد تھا اس لیے سرکاری محاصل کی وصولی کے لیے بھی ان ہی کو، حضرت محمد بن مسلمہؓ کو، بھجا جاتا تھا۔ وہ حضرت عمرؓ کے ہاں مختلف علاقوں کے مشکل معاملات کو سلجھانے کے لیے مقرر تھے۔ کوفہ میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے محل تعمیر کیا تو اس کی چھان بین کے لیے حضرت عمرؓ کے نمائندے تھے۔ اس کے متعلق روایت کچھ یوں ملتی ہے کہ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ایک محل بنایاہے اور اس کا دروازہ رکھا ہے جس کی وجہ سے آواز سنائی نہیں دیتی۔ چنانچہ آپؓ نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو روانہ کیا اور حضرت عمرؓ کی یہ عادت تھی کہ جب وہ حسبِ منشا کوئی کام کرنا چاہتے تو ان ہی کو یعنی محمد بن مسلمہؓ کو روانہ کیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا سعد کے پاس پہنچ کر اس کا دروازہ جلا دینا۔ چنانچہ وہ کوفہ پہنچے، دروازے پر پہنچے تو چقماق نکالی، آگ سلگائی پھر دروازے کو جلا دیا۔ حضرت سعد کو معلوم ہوا تو وہ باہر تشریف لائے اور حضرت محمد بن مسلمہؓ نے انہیں ساری بات بتا ئی کہ میں نے کیوں جلایاہے۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد6صفحہ28،محمد بن مسلمہؓ)

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت محمد بن مسلمہؓ کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد انہوں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور لکڑی کی تلوار بنوا لی۔ کہتے تھے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حکم دیا تھا۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک تلوار تحفہ میں دی اور فرمایا کہ اس سے مشرکین سے جہاد کرنا جب تک وہ تم سے قتال کرتے رہیں اور جب تُو مسلمانوں کو دیکھے کہ وہ ایک دوسرے کوقتل کرنا شروع کر دیں تو اسے یعنی تلوار کو کسی چٹان کے پاس لاکر مارنا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے ۔ پھر اپنے گھر میں بیٹھ جانا یہاں تک کہ تمہارے پاس کسی خطاکار کا ہاتھ پہنچے یا تمہیں موت آ لے۔ پس آپؓ نے ایسا ہی کیا۔ آپؓ فتنوں سے الگ رہے اور جنگ جمل اور صفین میں شامل نہیں ہوئے۔

(اسد الغابہ۔ جلد چہارم صفحہ319 اور الاصابہ جلد6 صفحہ 29 محمد بن مسلمہ)

ضُبَیْعَۃ بِن حُصین ثَعْلَبِی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت حُذیفہؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے بتایا کہ میں ایک ایسے آدمی کو جانتا ہوں جسے فتنہ کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ہم نے کہا وہ کون ہے۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ وہ حضرت محمد بن مسلمہ انصاریؓ ہیں۔ پھر جب حضرت حذیفہؓ فوت ہو گئے اور فتنہ ظاہر ہو گیا تو میں ان لوگوں کے ساتھ نکلا جو مدینہ سے نکل رہے تھے۔ پھر میں پانی کے ایک مقام پر پہنچا۔ وہاں پانی available تھا۔ میں نے وہاں ایک ٹوٹا ہوا خیمہ دیکھا جو ایک طرف کو جھکا ہوا تھا اور ہوا کے تھپیڑے اسے لگ رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ خیمہ کس کا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ محمد بن مسلمہؓ کا خیمہ ہے۔ میں ان کے پاس آیاتو دیکھا کہ وہ ایک عمر رسیدہ انسان ہیں۔ میں نے ان سے کہا: اللہ آپؓ پر رحم فرمائے۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپؓ مسلمانوں کے بہترین لوگوں میں سے ہیں۔ آپؓ نے اپنا شہر اور اپنا گھر اور اپنے اہل و عیال اور اپنے پڑوسی چھوڑ دیے ہیں۔ انہوں نے کہاکہ میں نے یہ سب کچھ شر سے کراہت کی وجہ سے چھوڑا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد۔ جزء ثالث صفحہ339۔ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

ان کی وفات کے متعلق اختلاف ہے کہ کب ہوئی؟ مختلف روایات کے مطابق تینتالیس، چھیالیس یا سینتالیس ہجری میں مدینے میں آپؓ کی وفات ہوئی اور اس وقت آپؓ کی عمر 77 سال تھی۔ آپؓ کی نماز جنازہ مروان بن حکم نے پڑھائی جو اس وقت مدینے کے امیر تھے۔ بعض روایات میں یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ کسی نے انہیں شہید کر دیا تھا۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد 5 صفحہ107 محمد بن مسلمہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

(الاستیعاب فی معرفۃ الصحاب جلد۳صفحہ433محمد بن مسلمہ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت2010ء)

ان کا یہ ذکر اب ختم ہوا۔ نمازوں کے بعد میں ایک جنازہ حاضر بھی پڑھاؤں گا جو مکرم تاج دین صاحب ولد صدر دین صاحب کا ہے۔ 10فروری کو 84سال کی عمر میں ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ یہ یوگنڈا میں پیدا ہوئے۔ 1967ء میں یو۔کے شفٹ ہو گئے۔ 1984ء میں جب اسلام آباد کی زمین خریدی گئی تو مرحوم نے اسلام آباد کے لیے اپنی خدمات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ پھر بائیس سال تک اسلام آبادمیں بڑے اخلاص کے ساتھ بڑی بے لوث خدمت کی توفیق پائی۔ اسلام آباد میں پہلے جلسے کے انعقاد سے لے کر آخری جلسے تک انتھک محنت کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کو ہر سہولت پہنچانے کی ممکن کوشش کرتے رہے۔ ہر قسم کا ٹیکنیکل کام کر سکتے تھے اس لیے ان کو اسلام آباد میں دن رات ہر قسم کے کام کرنے کی توفیق ملی جس میں الیکٹرک، پلمبنگ، سینٹری، لکڑی وغیرہ کا کام شامل ہے۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ دین دار تھے۔ انتہائی خوش مزاج تھے۔ اطاعت گزار تھے۔ بڑے دھیمے مزاج کے انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ بڑا گہرا اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ ان کے پوتے مدبر دین صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ انہوں نے یو۔کے سے جامعہ پاس کیا تھا اور ایم۔ٹی۔اے میں آج کل کام کر رہے ہیں۔ یہ لکھتے ہیں کہ اکثر لوگ جو اسلام آباد میں رہا کرتے تھے بتاتے ہیں کہ انتہائی محنتی تھے۔ میرے دادا جان بتاتے تھے کہ جب وہ اسلام آباد آئے تو شروع میں بالکل اکیلے رہتے تھے۔ نہ تو کوئی بجلی اور نہ ہی ہیٹنگ تھی۔ بہت مشکل وقت تھا۔ مگر وہ اس بات پر خوش ہوتے تھے کہ ان کو جماعت اور خلیفۂ وقت کے لیے قربانی دینے کی توفیق مل رہی ہے۔ وقت پر نماز پڑھنا، خودہاتھ سے کام کرنا، مہمان نوازی اور صبر ان کے چند نمایاں اوصاف تھے۔ اور لکھنے والوں نے بھی ان کی یہی خوبیاں لکھی ہیں اور مجید سیالکوٹی صاحب نے بھی یہی بتایا ہے کہ یہاں اسلام آباد میں انہوں نے ورکشاپ بنائی۔ مشینوں کے کام کے ماہر تھے۔ لندن کی مختلف کمپنیوں سے رابطے کیے۔ اسلام آباد کی ہر بیرک کو باری باری آباد کیا۔ پھر رہائش کے قابل بنایا۔ اپنی ٹیم بنانے کے گر بھی جانتے تھے۔ ہر سردیاں گرمیاں مصروف رہتے تھے کیونکہ پرانی چیزیں تھیں سب کو ٹھیک کرنا۔ دوبارہ نئے سرے سے بحال کرنا بڑا کام تھا جو بڑی محنت سے انہوں نے کیا اور پھر ہمیشہ خوش مزاج رہتے تھے۔ یہی کہا کرتے تھے کہ بس میرے لیے دعا کرو۔ کام کے دوران دن رات ایک چھوٹے سے کمرے میں وہاں اسلام آباد میں رہتے تھے، کبھی انہوں نے وہاں بیوی بچوں کی پروا نہیں کی جو لندن میں رہتے تھے اور کبھی کبھی ان کے پاس آ جاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو اور نسلوں کو بھی ان کی طرح اخلاص و وفا میں بڑھائے اور صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 6 مارچ 2020ء)

****

بقیہ از صفحہ 1خلاصہ خطبہ جمعہ

سے ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا پس ان میں سے وہ بھی ہے جس نے اپنی منت کو پورا کر دیا اور ان میں سے وہ بھی ہے جو ابھی انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے ہر گز اپنے طرز عمل میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔حضرت مصعبؓ کے بھائی حضرت ابوروم بن عمیر حضرت سویبط بن سعد اور حضرت عامر بن ربیعہ نے حضرت مصعبؓ کو قبر میں اتارا۔شہادت کے وقت حضرت مصعبؓ کی عمر 40 سال یا اس سے کچھ زائد تھی۔

سیرت خاتم النبیینؐ میں مرزا بشیر احمدؓ لکھتے ہیں کہ اُحد کے شہداء میں ایک صاحب مصعب بن عمیرؓ تھے۔یہ وہ سب سے پہلے مہاجر تھے جو مدینہ میں اسلام کے مبلغ بن کر آئے تھے۔زمانہ جاہلیت میں مصعبؓ مکہ کے نوجوانوں میں سب سے زیادہ خوش پوش اوربانکے سمجھے جاتے تھےاوربڑے نازونعمت میں رہتے تھے ۔ اسلام لانے کے بعد ان کی حالت بالکل بدل گئی۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ ان کے بدن پرایک کپڑا دیکھا۔ جس پر کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔آپؐ کوان کا وہ پہلازمانہ یاد آ گیا تو آپؐ چشم پُرآب ہوگئے۔اُحد میں جب مصعبؓ شہید ہوئے تو ان کے پاس اتنا کپڑا بھی نہیں تھا کہ جس سے ان کے بدن کو چھپایا جاسکتا۔ پاؤں ڈھانکتے تھے توسر ننگا ہو جاتا تھا اورسرڈھانکتے تھے توپاؤں کھل جاتے تھے۔چنانچہ آنحضرت ﷺ کے حکم سے سرکوکپڑے سے ڈھانک کر پاؤں کو گھاس سے چھپادیاگیا۔

حضور انور نے فرمایا : رسول اللہ ﷺ جب غزوہ اُحد کے بعد مدینہ لوٹے تو آپؐ کو حضرت مصعب بن عمیرؓ کی بیوی حضرت حمنہ بنت جحشؓ ملیں۔ لوگوں نے انہیں ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی شہادت کی خبر دی اس پر انہوں نےاِنَّالِلّٰہ پڑھا اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی۔ پھر لوگوں نے انہیں ان کے ماموں حضرت حمزہؓ کی شہادت کی خبر دی اس پر انہوں نےاِنَّالِلّٰہ پڑھا اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی۔ پھر لوگوں نے انہیں ان کے خاوند حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت کی اطلاع دی اس پر وہ رونے لگیں اور بے چین ہو گئیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایاکہ واقعی شوہر کا بیوی پر بڑا حق ہے کہ کسی اور کا نہیں مگر تو نے ایسا کلمہ کیوں کہا اس سے پوچھا۔ اس پر انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ۔ مجھے اس کے بچوں کی یتیمی یاد آ گئی تھی جس سے میں پریشان ہو گئی اور پریشانی کی حالت میں یہ کلمہ میرے منہ سے نکل گیا۔ یہ سن کر

حضور ﷺ نے مصعب ؓ کی اولاد کے حق میں یہ دُعا کی کہ اے اللہ ! ان کے سرپرست اور بزرگ ان پر شفقت اور مہربانی کریں اور ان کے ساتھ سلوک سے پیش آویں۔ آنحضرت ﷺ کی دُعا قبول ہوئی۔

حضور انور نے فرمایا: یہاں حضرت مصعب ؓ کا ذکر ختم ہوا۔ انشاء اللہ آئندہ اگلے صحابی کا ذکر ہو گا۔

حضور انور نے فرمایا:آج کل جو وباء پھیلی ہوئی ہے کرونا وائرس،اس کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔فرمایا: بعض ہومیو پیتھی دوائیں بتائی تھیں جو علاج کے طورپراور ابتدائی ہیں۔ اس کے قریب قریب جو ممکنہ علاج ہو سکتا تھا تجویز کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس میں شفاء رکھے لیکن اس کے ساتھ احتیاطی تدابیر بھی کریں۔فرمایا: مسجد کے بھی کچھ حقوق ہیں ،ایسے لوگ جنہیں ٹمپریچر کچھ زیادہ ہے یا نزلہ زکام ہے اور چھینکیں وغیرہ آتی ہوں تو انہیں اس حالت میں مسجد میں نہیں آنا چاہئے تاکہ دوسرے لوگ متاثر نہ ہوں۔ آج کل خاص طور پراور عمومی طور پر بھی رومال رکھیں۔بعض لوگ اس زور دار آواز سے چھینکتے کہ اس کے چھینٹے دوسرے پر بھی جا پڑ تے ہیں۔ہاتھ اگرگندے ہیں تو چہرے پر نہ لگائیں۔ ہمارے لئے اگر کوئی پانچ وقت کا نمازی ہے اور وضو بھی کر رہا ہے، ناک صاف ہو رہا ہے تو یہ صفائی کا ایک ایسااعلیٰ معیار ہے جو سنیٹائزر کا بھی محتاج نہیں۔حضور انور نے مساجد کے حقوق کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ خاص طور پر سردیوں میں مسجد میں آنے والوں کو جرابیں روزانہ تبدیل کرنی چاہئیں اور دھونی چاہئیں۔ان کی بد بو نمازیوں کے لئے تکلیف کا باعث بن سکتی ہے۔ ڈکار وغیرہ یا ویسے منہ سے بُو آتی ہے،اس سے باقی نمازیوں کی طبیعت پر گراں گزرتا ہے ۔خوشبو لگا کر آنا چاہئے۔ جسم کی صفائی اور فضا کی صفائی بھی ایک نمازی کے لئے بہت ضروری ہے ۔

حضور انور نے فرمایا : مصافحوں سے آج کل پرہیز کرنے کا کہا جا رہا ہے۔ اس لحاظ سے گو تعلق بڑھتا ہے لیکن آج کل پرہیز کرنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ جو شور مچایا جاتا تھا کہ مصافحہ نہیں کرتے، جرمنی کی ایک وزیر نے انکار کر دیا مصافحہ کرنے سے کہ یہ روایت ہی نہیں ہم تو سلوٹ کیا کرتے تھے۔ یہاں تک اس نے کہہ دیا کہ عورتوں کو مصافحے کرتے ہیں،انہیں معلوم بھی نہیں کہ عورتوں کو یہ بات پسند بھی ہے یا نہیں، بلاوجہ کر رہے ہوتے ہیں۔ اس بیماری نے اُن کو یاد دلا دیا ۔ جب ہم کہتے تھے کہ ہمیں منع ہے اس طرح کرنا لیکن اب اکثر سنا ہےکہ یہ لوگ بڑے رُوڈ طریقے سے انکار کرتے ہیں اور اخلاق کا بھی کوئی پاس نہیں ہے۔ اللہ کرے کہ یہ اصلاح انہیں اللہ کی طرف لے کر جانے والی ہو۔

حضور انور نے فرمایا : اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس وباء نے کس حد تک ابھی اور آگے جانا ہے ۔ اگر یہ خدا کی ناراضگی کی وجہ سے نازل ہو رہی ہے تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے بد اثرات سے بچنے کے لئے اللہ ہی کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے ۔ ہراحمدی کو دُعاؤں کی اور روحانی حالت کو بہتر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور دُنیا کے لئے بھی دُعا کرنی چاہئے ۔اللہ تعالیٰ دُنیا کو توفیق دے کہ وہ خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا :اس کے بعدمیں کچھ جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ عزیزم تنزیل احمد بٹ ابن مکرم عقیل احمد بٹ، 27 فروری 2020 کوبعمر 11 سال اس بچے کی وفات ہوئی ۔ میرے نزدیک یہ ایک شہادت ہے۔حضور انور نے واقعہ کی تفصیل بیان فرمائی۔ عزیزم تنزیل احمد بٹ اطفال الاحمدیہ کا فعّال رکن تھا۔ ذہین اور نہایت فرماں بردار بچہ تھا۔ ایم ٹی اے باقاعدہ دیکھنے والا تھا۔ نماز کی ادائیگی مسجد میں جا کر کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ماں باپ کو صبر اور سکون عطا فرمائے اور قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔

فرمایا: بریگیڈیر بشیر احمدامیر ضلع راولپنڈی 16 فروری کو 87 سال کی عمر میں راولپنڈی میں وفات پا گئے۔ 1952ء میں پاکستان کی ملٹری اکیڈمی کے six long course میں پاک فوج میں کمیشن لیا۔ 1982ء میں فوج سے بحیثیت بریگیڈیئر ریٹائر ہوئے۔ پھر ایک لمبا عرصہ تک اسلام آباد کے پالیسی انسٹی ٹیوٹ کے سربراہ کے طور پر ملک کی خدمت کی توفیق پائی۔ اس طرح آپ کو66 سال تک ملک کی خدمت کی توفیق ملی۔ جماعتی خدمات یہ ہیں کہ 2012ء میں ان کو میں نے جماعت راولپنڈی کا امیر مقرر کیا تھا اور 9فروری 2020ء تک بطور امیر راولپنڈی شہر اور ضلع کی خدمت کی توفیق ان کو ملی۔ 1979ء میں آپ کا تبادلہ راولپنڈی میں ہوا۔16 سال تک نائب امیر اور سیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ راولپنڈی شہر اور ضلع کی خدمات کی توفیق ملی۔ فضل عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر اور مجلس شوریٰ کے متعدد کمیٹیوں کے ممبر رہے۔مرحوم بے حد مخلص ،تقویٰ شعار اور خلافت کے ساتھ سچے وفادار خادم سلسلہ تھے ، اخلاص کے ساتھ خدمت دین بجا لاتے تھے۔ ملنسار، شفیق، خدمت خلق کرنے والے اور ضرورتمند کے کام دل جمعی کے ساتھ کیا کرتے تھے۔انتہائی دھیمے مزاج کے مالک تھے، رحم دل ،کم گو، بہت دُعا گو، عبادت گزار وجود تھے۔ آخر عمر تک آپ کی یادداشت بھی بڑی اچھی تھی۔ آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے عاشق تھے ۔ کتب کا بڑا وسیع مطالعہ تھا ان کا۔ غرباء اور ضرورتمندوں کی فراخدلی اور خاموشی سے مالی اعانت کیا کرتے تھے۔خصوصاً بیواؤں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے بہت زیادہ فکر مند ہوتے تھے اور ہر وقت مدد کے لئے تیار رہتے تھے۔ کئی افراد اور خاندان آپ کی مستقل مالی اعانت سے مستفید ہو رہے تھے ۔ان کی ایک خاص خوبی تعلق باللہ اور بہت خشوع و خضوع سے نماز ادا کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک کرے درجات بلند کرے ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فرمایا: تیسرا جنازہ ہے ڈاکٹر حمید الدین کا جو 121 ج ب گوکھووال فیصل آباد کے رہنے والے تھے۔ 29فروری 2020ء کو ان کی وفات ہوئی۔ مرحوم کی پیدائش قادیان میں ہوئی۔ آپ کی والدہ کے حقیقی چچا حضرت مولانا محمد ابراہیم قادیانیؓ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی تھے۔ تقسیم ہند کے بعد مرحوم کا خاندان فیصل آباد آ کے آباد ہو گیا۔ پیشے کے لحاظ سے ڈسپنسر تھے اور اس حوالے سے ان کو پورے علاقے میں انسانیت کی خدمت کرنے کی توفیق ملی ۔ ضرورت مندوں کا مفت علاج کیا کرتے تھے۔ بڑے سادہ مزاج ،متقی، بچپن سے نماز ، روزوں کے پابند تھے، شعائراللہ کا احترام کرنے والے تھے۔ خلافت سے محبت کرنے والے ، نہایت شفیق ،متوکل علی اللہ، ایک ایماندار اور دیانتدار انسان تھے۔ جماعت کے مختلف عہدوں پر خدمت کی بھی توفیق پائی انہوں نے۔ ان کے ایک بیٹے کریم الدین شمس مربی سلسلہ آج کل تنزانیہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے ان کے درجات بلند کرے ان کی نسلوں میں بھی وفا کے ساتھ اپنی بیعت کا حق ادا کرنے کی توفیق ان کو عطا فرماتا رہے۔آمین

****

مصروفیات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
مورخہ 29فروری تا 6مارچ2020ء

(سعید الدین احمد۔لندن)

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن کی خدمت میں حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گزشتہ ہفتے کی مصروفیات کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ پیارے حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ کو صحت و سلامتی سے رکھے اور ہر آن اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

دوران ہفتہ حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں واقع عثمان چُو بلاک میں نیشنل عاملہ و قائدین مجلس خدام الا حمدیہ ناروے سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں خدام نے اپنے آقا ایدّہ اللہ تعالیٰ سے مختلف نوعیت کے سوالات بھی پوچھے جن کے حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت جواب عطا فرمائے۔ ملاقات کے اختتام پر وفد کا حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ گروپ فوٹو بھی ہوا۔

دوران ہفتہ ایک دن نماز عصر کے بعد حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل 5 نکاحوں کا اعلان فرمایا اور ان کے بابرکت ہونے کے لئے دعا بھی کروائی۔

1. عزیزہ نبیلہ نصرت بنت مکرم محمد یوسف ربوہ ہمراہ عزیزم انس محمود(مربی سلسلہ ۔بہاولنگر) ابن مکرم محمود احمد، لاہور
2. عزیزہ حمیر احیٰ(واقفۂ نو) بنت مکرم عبد الحیٔ بھٹی، ربوہ ہمراہ عزیزم احسان محمود سردار (واقفِ نو۔کینیڈا) ابن مکرم محمود الغنی سردار ،لاہور
3. عزیزہ ماریہ یحییٰ(واقفۂ نو) بنت مکرم محمد یحییٰ، لندن ہمراہ عزیزم قاصد ہشام احمد(واقف نو) ابن مکرم سردار نصیر احمد،لندن
4. عزیزہ ڈاکٹر باسمہ اکرام بنت مکرم اکرام اللہ بھٹی ،لندن ہمراہ عزیزم ڈاکٹر عبد السلام ابن مکرم رفیق محمود ، وولور ہیمپٹن
5. عزیزہ فاتحہ رشید بنت مکرم امین الرشید ، سویڈن ہمراہ عزیزم عثمان حمید ابن مکرم حمید باجوہ ، کینیڈا

دوران ہفتہ ایک دن نماز عصر کے بعد مکرم مولانا عطاء المجیب راشد(امام مسجد فضل لندن)نے حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت موجودگی میں مسجد مبارک اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں 2 نکاحوں کے اعلان بھی کئے بعد ازاں حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے ان نکاحوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔

دوران ہفتہ ایک دن حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے نماز ظہر سے قبل مسجد مبارک اسلام آباد (ٹلفورڈ) کے باہر تشریف لاکر مندرجہ ذیل نماز جنازہ حاضر پڑھائی اور پسماندگان سے ملاقات کرکے تعزیت فرمائی۔

1. مکرمہ صادقہ کرامت صاحبہ اہلیہ مکرم حمید کرامت ، لندن

نماز جنازہ حاضر کے ساتھ ساتھ حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے 9مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

دوران ہفتہ ایک دن کونسلر Claire Darkeصاحبہ (مئیر آف وولور ہیمپٹن) نے بھی حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔

دوران ہفتہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ مسجد بیت الفتوح (مورڈن) میں ارشاد فرمایا جو کہ MTA کے مواصلاتی نظام کے تحت پوری دنیا میں دیکھا اور سنا گیا۔ اس خطبہ جمعہ میں بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جانثار بدری صحابہ کرام کا ذکر جاری رکھا۔ خطبہ جمعہ کے اختتام پر حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے آجکل دنیا بھر میں پھیلی وباء کورونا وائرس کے بارے چند اہم تدابیر بیان فرمائیں اور بعد ازاں حضور انور ایّدہ اللہ نے 3 مرحومین کا ذکر خیر بھی فرمایا اور اُن کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1. عزیزم تنزیل احمد بٹ 2. مکرم بریگیڈئر بشیر احمد ، سابق امیر ضلع راولپنڈی 3. مکرم ڈاکٹر حمید الدین

دوران ہفتہ حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے 5 روز دفتری ملاقاتیں فرمائیں جن کی تعداد 18 رہی ۔دفتری ملاقاتوں میں متعدد افسران صیغہ، مبلغین، مربیان سلسلہ، واقفین زندگی و دیگر احباب نے حضور انور سے قیمتی ہدایات وصول کیں۔

دوران ہفتہ حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے 6 روز ذاتی ملاقاتیں بھی فرمائیں جن کی تعداد 137رہی۔ذاتی ملاقات کے لئے حاضر ہونے والے احباب کا تعلق مندرجہ ذیل ممالک سے تھا۔

جرمنی، یوکے، سویڈن، سوئزرلینڈ،ناروے، پاکستان، کینیڈا، امریکہ، پانامہ، نیوزی لینڈ، آسٹریلیا، سلووینیا، عرب ملک، پولینڈ، نائیجریا

****

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

فہیم احمد خادم

گھانا میں مرکزی وفد کے اعزاز میں عشائیہ

مرکزی وفود کا دورہ کسی بھی جماعت میں زندگی کی ایک نئی لہر پیدا کر دیتا ہے۔ جماعت میں ترو تازگی آتی ہے اور اسے نئی توانائی ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں جہاں یہ وفود جاتے ہیں وہاں کی جماعتیں اُن سے بہت عزت و احترام سے پیش آتی ہیں اور اُن کی نصائح اور ہدایات کو بغور سن کر عملی جامہ پہنانے کی بھر پور کوشش کرتے ہیں۔

جماعتِ احمدیہ گھانا کو بھی مرکز سے آنے والے وفد کا خیر مقدم کرنے کی توفیق ملی۔17فروری 2020ءکو احمدیہ مسلم مشن ہاؤس کے ہیڈ کوارٹرز واقع اکرا (Accra)میں ان مرکزی مہمانوں کے اعزاز میں عشائیہ دیا گیا۔درج ذیل مہمان مرکزی وفد میں شامل تھے:

1: مکرم عبدالماجد طاہر ۔ایڈیشنل وکیل التبشیر یوکے۔
2: مکرم حافظ احسان سکندر ۔مشنری انچارج بیلجیم۔
3: مکرم عبدالخالق تعلقدار۔معاون پرائیویٹ سیکرٹری برائے انصار اللہ

پروگرام کے آغاز میں مکرم رضوان اللہ مربی سلسلہ نے تلاوت کی۔مکرم ابراہیم علی مربی سلسلہ نے اردو زبان میں نظم 'رہے گا خلافت کا فیضان جاری' کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔ مکرم الحاج احمد سلیمان اینڈر سن نائب امیر ثالث نے جماعتِ احمدیہ گھانا کی طرف سے ان معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔آپ نے بتایا کہ ان مہمانوں کی آمد پر بے حد خوش ہیں اور یہی خواہش کرتے ہیں کہ ایسے دورے بار بار ہوں۔ اس کے بعد معزز مہمانوں نے باری باری تقریر کی۔

مکرم عبدالخالق تعلقدار نے بتایا کہ وہ مجلس انصار اللہ کے نمائندگان کا ریفریشر کورس کروارہے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ گیمبیا اور سینیگال گئے تھے۔ گھانا میں ہونے والے ریفریشر کورس میں گھانا،نائیجیریا، سیرالیون، لائبیریا سے انصاراللہ کے وفودشامل ہوئے۔ انہوں نے جماعتِ احمدیہ گھانا میں جماعتی ترقی پر خوشی کا اظہار کیا۔

مکرم حافظ احسان سکندر نےبتایا کہ انہیں لمبا عرصہ بینن میں کام کرنے کا موقع ملا ہے اور ان کی خواہش بھی تھی کہ گھانا آئیں۔الحمد للہ کہ اس دفعہ انہیں گھانا آنے کا موقع ملا اور وہ یہاں جماعتی ترقیات کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ہیں۔

آخر پر مکرم عبدالماجدطاہر ایڈیشنل وکیل التبشیر یوکے نے اپنی تقریر میں ذکر کیا کہ جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی۔آپ نے جامعۃ المبشرین ،مدرسۃ الحفظ اور مقبرہ موصیان بھی دیکھا۔ آپ نے جماعتِ احمدیہ گھانا اور بالخصوص امیر و مشنری انچارج گھانا کا شکریہ ادا کیا۔

بعد ازاں مکرم نور محمد بن صالح امیر و مشنری انچارج گھانا نے معزز مہمانوں کو گھانا کے روایتی کپڑے Kente Cloth سے بنا ہوا اسکارف پہنایا جس پر Greetings from Ghana کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔کھانے کے بعد معزز مہمانوں کے ساتھ گروپ تصاویر ہوئیں۔اس تقریب میں نیشنل عاملہ کے ممبران،مرکزی مربیان، معلمین وغیرہ نے شرکت کی۔

****

سید سعید الحسن شاہ

گیمبیا میں وقف نو، لجنہ اماء اللہ اور خدام الاحمدیہ کے اجتماعات

واقفین نو کا نواں سالانہ نیشنل اجتماع

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مورخہ 16فروری 2020ء بروز اتوارمسجد بیت السلام میں واقفین نو کا نواں نیشنل سالانہ اجتماع بڑی کامیابی سے منعقد ہوا۔نیشنل سیکرٹری صاحب نے والدین اور واقفین کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے حضور انورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں بتایا کہ یہ بچے صرف اسی صورت میں سپیشل ہیں اگر یہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے والے ہوں گے۔ اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں منعقدہ پہلے انٹرنیشنل وقف نو ریفریشر کورس میں گیمبیا کی بھی نمائندگی تھی چنانچہ اجتماع میں ریفریشر کورس کی رپورٹ پیش کی گئی۔ اجتماع میں واقفین نو اور واقفات نو نے علمی اور ورزشی

مقابلہ جات میں حصہ لیا ۔ اجتماع کے اختتامی اجلاس میں امیر صاحب نے تمام واقفین نو اور واقفات نو میں انعامات تقسیم کیے۔امیر صاحب نے اپنے خطاب میں واقفین نو کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا اور بتایا کہ آئندہ آنے والے زمانے میں آپ نے جماعت کا بوجھ اٹھانا ہے اس لیے اپنے آپ کو اس کا اہل بنائیں۔ اسی طرح والدین مسلسل تعلیم وتربیت کی ذمہ داری ادا کرتے رہیں۔ دعا کے ساتھ یہ بابرکت پروگرام اختتام پذیر ہوا۔اجتماع میں واقفین وواقفات کی ایک بہت بڑی تعداد شامل تھی۔اسی طرح واقفین نو والدین کی بڑی تعداد شامل تھی۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

لجنہ اماءاللہ کا سالانہ نیشنل اجتماع

اللہ کے فضل سے مورخہ 14تا 16فروری لجنہ اماء اللہ گیمبیا کے پندرھویں نیشنل اجتماع کا انعقاد بڑی کامیابی سے ہیڈکوارٹر ٹیلنڈنگ میں منعقد ہوا۔ ملک کے طول و عرض سے لجنہ کے وفود اجتماع میں شامل ہونے کے لیے پہنچے۔ امسال اجتماع کا مرکزی نقطہ تربیت اولاد تھا۔ اس لحاظ سے اکثر تقاریر تربیتی موضوعات پر تھیں۔ اس کے علاوہ برکاتِ خلافت پر بھی تقریر کی گئی۔ خطبہ جمعہ میں خاکسار نے حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ کی روشنی میں سچ بولنے اور جھوٹ سے نفرت کرنے کے موضوع پر کچھ گزارشات کیں۔ اجتماع کے تینوں دن باجماعت نمازِ تہجد کا اہتمام کیا گیا۔ اسی طرح دروس القرآن بھی اجتماع کا حصہ تھے۔ اجتماع کے دوسرے دن لجنہ نے علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں حصہ لیا ۔ اجتماع کے دوسرے دن لجنہ کی مجلس شوریٰ کا بھی انعقاد ہوا۔ اجتماع کے اختتامی اجلاس میں مکرم امیر صاحب نے لجنہ اور ناصرات کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا اور کہا کہ جماعت کی تربیت کا انحصار لجنہ کی ذمہ داریوں پر ہے اس لیے اگر ہم نئی نسل کی تربیت کر دیں تو احمدیت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جائے گی۔ دعا کے ساتھ یہ بابرکت پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ امسال شاملین کی تعداد تین صد کے قریب تھی ۔

مجلس خدام الاحمدیہ بانجل کمبوہ اور مانسا کونکو ریجنز کے اجتماعات

اللہ کے فضل سے مورخہ 9فروری2020ءکو مجلس خدام الاحمدیہ کا ریجنل اجتماع بڑی کامیابی سے ہیڈ کوارٹر ٹیلنڈنگ میں منعقد ہوا۔ امسال اجتماع کا مرکزی نقطہ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا تھا۔ اس لحاظ سے اکثر تقاریر تربیتی موضوعات پر تھیں۔ اجتماع کے دوران خدام نے علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ اجتماع کے اختتام پر مکرم امیر صاحب نے خدام میں انعامات تقسیم کیے اور دعا کروائی جس کے ساتھ یہ بابرکت پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ امسال شاملین کی تعداد دوصد کے قریب تھی۔ اسی دن مورخہ 9فروری کو مجلس خدام الاحمدیہ مانسا کونکو ریجن نے بھی اپنا ریجنل اجتماع منعقد کیا یہ اجتماع بھی بڑا کامیاب تھا۔ اجتماع میں خدام کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی ۔ ان اجتماعات کو ایم ٹی اے گیمبیا نے کور کیا۔

****

طلوع و غروب آفتاب

9مارچ 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	5:20	18:28
مدینہ منورہ	5:21	18:28
قادیان	5:25	18:32
ربوہ	5:04	18:12
اسلام آباد ٹلفورڈ	4:39	17:58